لطیفہ ۲۹

نماز کی معرفت کے بیان میں

قال الاشرف:

الصلواة وھی الانفصال عن الصلواة والاقبال الیٰ الصلواة قال علیه السلام،اول ما افترض الله علی المسلمین الصلواة و اول ما یحا سبون یوم القیامة الصلواة:

یعنی حضرت سید اشرف جہانگیرؒ نے فرمایا،نماز اور وہ جدا ہونا ہے نماز سے اور متوجہ ہونا ہے نماز کی جانب۔پیغمبر علیہ السلام نے فرمایا،مسلمانوں پر اللہ تعالیٰ کے فرائض میں اول فرض نماز ہے اور قیامت کے دن سب سے پہلے جس فرض کے بارے میں پرسش ہوگی ، وہ نماز کے بارے میں ہوگی۔

وہ کسی بھی سبب سے بندے سے ساقط نہیں ہوتی۔ یہ اللہ تعالیٰ کے فرائض میں سے ہے اور مقررہ اوقات میں فرض کی گئی ہے۔اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے، اِنَّ الصَّلٰوةَ کَانَتْ عَلَی الْمُؤْمِنِیْنَ کِتٰبًا مَّوْقُوْتًا [1] (یقیناً نماز مسلمانوں پر فرض ہے اور وقت کے ساتھ محدود ہے)ھذہ الآیة یستدل بھا ان الصلواة مفروضة علی المومنین موقوة یعنی یہ وہ آیت ہے جس سے اس حقیقت پر استدلال کیا جاتا ہے کہ بے شک نماز معین اوقات میں مومنین پر فرض کی گئی ہے اور بندے کو نماز کا مکّلف کیا گیا ہے۔لانھا خدمة تشمل علی انواع العبودیة و ذالک لانّ فیھا الاقرار باالربوبیة و فیھا خلع السنة والذل والاستکانة والخضوع والقلق والحاجة والاقالة من سوابق الذنوب والتجافی عن الفساد و الفحشاء والمنکر یعنی اس لیے کہ یہ خدمت عبودیت کی مختلف اقسام پر مشتمل ہے،کیوں کہ اس میں ربوبیت کا اقرار ہے۔سنّت کی خلعت کا انعام ہے ۔ذلّت ،عاجزی،فروتنی، بےقراری ، حاجت طلبی ہے، سابقہ گناہوں سے لوٹنا ہے، فساد، بے حیائی اور منکر سے دور ہو جانا ہے۔

---

[1] پارہ ۵۔سورۂ نساء،آیت ۱۰۳

اس بناء پر نماز تمام عبادتوں کی جامع ہے اور اس سے تمام اوامر کا فائدہ حاصل ہوتا ہے بلکہ ہر عبادت جو تمام موجودات سے عمل میں آتی ہے اور ہر طاعت جو مخلوقاتِ عالم سے ظاہر ہوتی ہے نماز میں پائی جاتی ہے۔ پس جب کبھی کوئی بندہ نماز پڑھتا ہے تو اس میں تمام مذکورہ عبادات موجود ہوتی ہیں۔ نظم :

ہر چہ عبادت ز ہمہ سر زند
وانچہ اطاعت ز جہاں برزند
باشد از سرِّ لہ قانتون
نیست ز احکامِ نماز او بروں

ترجمہ: ہر عبادت جو تمام مخلوق سے عمل میں آتی ہے اور ہر طاعت جو دنیا انجام دیتی ہے، وہ عبادت گزار بندوں کے لیے ایک راز ہے اور (ہر عبادت) احکامِ نماز سے باہر نہیں ہے۔

مختصر طور پر ان اشعار سے جو حقیقت عیاں ہوتی ہے یہ ہے کہ نماز کے بڑے ارکان چار ہیں۔ کھڑا ہونا، بیٹھنا، جھکنا اور سجدہ کرنا۔ عرش سے تحت الثریٰ تک تمام مخلوقات نیز اعلیٰ سے ادنیٰ تک تمام موجودات جو چار اقسام پر مشتمل ہیں چار طرح سے عبادات میں مشغول ہیں۔ ان میں سے بعض قیام کرتے ہیں مثلاً درخت، دیواریں، پہاڑ اور جامد اشیا۔ بعضے حالت رکوع میں ہوتے ہیں مثال کے طور پر بے عقل و تمیز جانور اور درندے وغیرہ۔ ان میں بعض حالت قعود میں ہوتے ہیں مثلاً خشک گھاس، نباتات، بعض نہ بولنے والے جانور جیسے مینڈک وغیرہ اور بعض سجدے کی حالت میں ہوتے ہیں جیسے سانپ، بچھو اور دیگر پیٹ کے بل چلنے والے جانور۔ پس ہر ہستی ان عبادات سے خالی نہیں ہے اور یہ چار قسم کی عبادتیں جو تمام مخلوقات سے متفرق طور پر صادر ہوتی ہیں تنہا ایک انسان سے انجام پاتی ہیں۔ یہاں سے یہ بات معلوم کی جاسکتی ہے کہ انسان خوبیوں کا مجموعہ ہے۔ اور اس کی استدلالی صلاحیت سب سے بہتر ہے۔ ابیات :

انچہ جہاں را بتفرقہ بداد
در تنِ انسان جمیعت نہاد
در کفِ ایں بحر عجب گوہر یست
حقّہ لبالب چہ پرُ از جوہریست

ترجمہ: جو کچھ (خوبیاں) اللہ تعالی نے مخلوق کو ایک ایک کر کے عطا کیں وہ تمام خوبیاں انسان کو ودیعت فرمائیں، (ہستی کے) اس سمندر کی مٹھی میں (انسان) عجیب و غریب موتی ہے۔ یہ صندوقچہ جواہرات سے لبالب بھرا ہوا ہے۔

حضرت قدوۃ الکبرٰؒ فرماتے تھے کہ عابد نمازِ شریعت، زاہد نمازِ طریقت اور عارف نمازِ حقیقت ادا کرتے ہیں۔ جس طرح نمازِ شریعت کی شرائط ہیں اسی طرح نمازِ طریقت کی بھی شرائط ہیں۔ پہلے طریقت کے وضو کی تشریح سنو۔

وضو کی تین قسمیں ہیں۔ پہلی قسم عوام کا وضو، دوسری خواص کا وضو اور تیسری قسم خاص الخاص کا وضو۔ از روئے شریعت عام مومن و مسلمانوں کا وضو بے وضو ہونے کے بعد خاص اعضا کا دھونا ہے جیسا کہ فقہ کی کتابوں میں تحریر کیا گیا ہے۔ خواص اصحابِ طریقت کا وضو دل کو باطنی برائیوں کی آلودگی سے پاک کرنا ہے اور جو خاص الخاص اربابِ حقیقت ہیں ان کا وضو ماسویٰ اللہ کے خیال سے اپنے باطن اور روح کو پاک کرنا ہے اگرچہ (اللہ تعالیٰ کی) محبت و معرفت حاصل ہو چکی ہو۔ کتاب کشف الاسرار میں بیان کیا گیا ہے کہ جس طرح جسم کی طہارت کے بغیر نماز نہیں ہوتی اسی طرح دل کی پاکیزگی کے بغیر معرفت روا نہیں ہوتی اور دل کو تدبر اور ذکر و فکر کے صاف پانی سے پاک کیا جاتا ہے۔ طریقت و حقیقت کے وضو کے چار درجے ہیں۔

(۱) پہلا درجہ توبہ کے پانی سے ظاہری حواس کو اعضا کی برائیوں سے پاک کرنا ہے۔

(۲) دوسرا درجہ دماغ کو سالہا سال سے بسے ہوئے (لایعنی) خیالات اور اوہام سے پاک کرنا ہے۔ (کیوں کہ) یہ خیالات شیطانی خیالات اور وسوسوں کی جڑ ہیں۔

(۳) تیسرا درجہ باطنی حواس کو باطنی خطرات سے پاک کرنا ہے کیوں کہ اگر باطنی حواس پاک نہ ہوں تو (قیامت کے روز) اس کی پرسش ہوگی۔ اِنَّ السَّمْعَ وَالْبَصَرَ وَالْفُؤَادَ كُلُّ اُولٰئِكَ كَانَ عَنْهُ مَسْئُوْلاً [۱] (کیوں کہ کان اور آنکھ اور دل ہر شخص سے ان سب کی (قیامت کے دن) پوچھ ہوگی۔)

(۴) چوتھا درجہ ماسویٰ اللہ سے روح اور باطن کا پاک ہونا ہے۔

احیاء العلوم میں بیان کیا گیا ہے کہ دل کا وضو میل و محبت کو ترک کرنا ہے اور روح کا وضو ماسویٰ اللہ سے قطع تعلق ہے جیسا کہ بعض عارفین نے کہا ہے، **الوضوء انفصال و الصلواۃ اتّصال فمن لم ینفصل لم یتصل** یعنی وضو جدائی ہے اور نماز اتّصال ہے سو جو شخص جدا نہ ہو وہ قریب بھی نہیں ہوتا۔

حضرت قدوۃ الکبریٰؒ فرماتے تھے کہ عابدوں، زاہدوں اور عارفوں کی نماز ایک دوسرے سے مختلف ہوتی ہے اور یہ جو آیۂ کریمہ میں فرمایا گیا ہے، اَلَّذِيْنَ هُمْ عَلٰى صَلَاتِهِمْ دَآئِمُوْنَ [۲] (جو اپنی نماز کے پابند ہیں۔) یہ نماز بھی مختلف ہوتی ہے۔ عوام کے لیے پانچ وقت، جمعہ، عیدین، تراویح اور لیلۃ الرغایب وغیرہ کی نمازیں ہیں جنھیں وہ ہمیشہ پابندی سے ادا کرتے ہیں اور ان کی ادائیگی میں چوک اور غفلت کو جائز قرار نہیں دیتے۔

خواص ہر حال میں، اشراق، چاشت، زوالِ آفتاب، تہجد کی نمازیں اور شیخ کی اتباع میں دیگر نوافل خضوع اور دل کی حضوری کے ساتھ ادا کرتے ہیں۔ اگر کوئی نفل کسی وجہ سے فوت ہو جائے تو رات کے نوافل دن میں اور دن کے نوافل رات

۱؎ پارہ ۱۵۔ سورۂ بنی اسرائیل، آیت ۳۶

۲؎ پارہ ۲۹، سورۃ معارج آیت ۲۳

میں ادا کرتے ہیں جیسا کہ آیۂ کریمہ اَلَّذِیۡنَ ھُمۡ عَلٰی صَلاَتِھِمۡ دَآئِمُوۡنَ [1] میں آیا ہے اور (روزانہ کے) اور اد کو ترک کرنا تو ہرگز جائز نہیں سمجھتے کہ مشائخ کے اقوال میں آیا ہے، ترک الورد بعد الاقدام بعد من المولیٰ یعنی ورد اختیار کرنے کے بعد چھوڑنا اللہ تعالیٰ سے دور ہوجانا ہے۔

خاص الخاص وہ حضرات ہیں کہ وظائف کے علاوہ کسی اور شغل میں مشغول نہیں ہوتے بلکہ ایک پل کے لیے ان سے غافل نہیں ہوتے، فی الحقیقت آیۂ کریمہ الّذین ھم علیٰ صلوٰاتھم دائمون کا منشاء ان ہی پر صادق آتا ہے (دراصل) یہ انبیاء کا منصب ہے اور ان کے کامل تابعین انھی کی پیروی کرتے ہیں جیسے کہ حضرت خلیل علیہ السلام ہر نماز کے بعد دعا کرتے تھے، رَبِّ اجۡعَلۡنِیۡ مُقِیۡمَ الصَّلٰوۃِ [2] (اے میرے رب مجھ کو بھی نماز کا قائم کرنے والا بنادے) اسی استقامتِ نماز کی جانب اشارہ ہے۔ جس سے بہ شمول اوقاتِ نماز ایک لمحے کے لیے بھی غافل نہیں ہونا چاہئے۔ ابیات:

مصّلی کو بجاں اندر نمازست
دلش در پیشِ او اندر نیازست
نمازِ پنج گانی زاہدانست
نمازِ دائمی از عارفانست

ترجمہ: وہ نمازی جو اپنی روح کے ساتھ نماز پڑھ رہا ہے اس کا دل اللہ تعالیٰ کے حضور نیاز میں ہے، زاہدوں کے لیے پانچ وقت کی نماز ہے لیکن عارفانِ حق ہمیشہ ادائے نماز میں رہتے ہیں۔

حضرت قدوۃ الکبریٰؒ فرماتے ہیں کہ شریعت کی رو سے ظاہری نماز کا تعلق اعضا سے ہے، طریقت کی رو سے باطنی نماز کا تعلق دل کے تفکّر سے ہے اور از روئے حقیقت نمازِ روحانی کا تعلق فیضِ الٰہی کے ساتھ استغراق سے ہے۔ خواص کا رخ اگرچہ بظاہر کعبے شریف کی جانب ہوتا ہے لیکن باطنی طور پر وہ ربِّ کعبہ کی جانب متوجہ ہوتے ہیں کیوں کہ بدن کا سجدہ خضوع ہے اور دل کا سجدہ خشوع ہے اور الخشوع فی الصلواۃ الاعراض عما سوی اللہ یعنی نماز میں خشوع اللہ تعالیٰ کے غیر سے بے نیاز ہونا ہے جو صرف خواص کو حاصل ہوتا ہے۔

حضرت قدوۃ الکبریٰؒ اکابر کا قول نقل فرماتے تھے کہ نماز سب سے بڑی عبادت ہے، اسے ہرگز نہ چھوڑنا چاہئے۔ خضوع اور خشوع کے بغیر نماز اس جسم کی مانند ہے جس میں روح نہ ہو۔ خشوع کے معنی تو اوپر بیان کیے جا چکے ہیں اور خضوع سے مراد اللہ تعالیٰ کے حضور میں دل کے ساتھ حاضری اور کلامِ ربّانی کی آیات کے معانی پر توجہ رکھنا ہے کہ ان آیات میں کس قدر حقائق پوشیدہ ہیں۔ اگر کوئی شخص جو بحرِ نماز کا غوطہ خور ہے اِیَّاکَ نَعۡبُدُ وَ اِیَّاکَ نَسۡتَعِیۡنُ [3] (ہم

---

[1] سورۂ فاتحہ۔ آیت ۴ [2] پارہ ۲۹۔ سورۂ معارج آیت ۲۳

[3] پارہ ۱۳۔ سورۂ ابراہیم، آیت ۴۰

خاص تیری ہی عبادت کرتے ہیں اور خاص تجھ ہی سے مدد مانگتے ہیں) پر غور کرے تو اسے معلوم ہو کہ اس آیت میں معارف کے کس قدر موتی دستیاب ہیں۔ پیغمبر علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ **المصّلی یناجی ربه و النجویٰ** یعنی نمازی اپنے رب سے مناجات کرتا ہے (یہ ایسا ہی ہے کہ جیسے) کسی سے راز کی بات کہی جائے۔

حضرت قدوۃ الکبراؒ رسالہ غوثیہ سے روایت فرماتے تھے۔ **قال الغوث ای الصلواۃ اقرب الیک قال الله تعالیٰ الصلواۃ التی لیس فیها سوای والمصلی غائب عنه یا غوث لا صلواۃ لمن لا معراج له عندی یاغوث المحروم عن الصلواۃ هو المحروم من المعراج عندی کما قال علیه السلام الصلواۃ معراج المومن** یعنی ’’غوثؒ نے کہا کون سی نماز آپ کے قریب تر کرتی ہے؟ اللہ تعالیٰ نے فرمایا وہ نماز جس میں میرے سوا کوئی نہ ہو اور نمازی اس سے غائب ہو۔اے غوث وہ نماز نہیں ہے جس میں میرا قرب حاصل نہ ہو۔ اے غوث وہ شخص نماز سے محروم ہے جو میرے نزدیک معراج سے محروم ہے‘‘۔جیسا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے ،نماز مومن کی معراج ہے۔ عارفِ ربّانی عین القضاۃ ہمدانی نے فرمایا ہے کیا تم جانتے ہو کہ لوگ کس وجہ سے نماز ادا کرتے ہیں اور کیوں ادا کرنے سے قاصر رہتے ہیں، وہ لوگ جو مشاہدے کے نور سے منّور ہوجاتے ہیں۔وہ چاہتے ہیں کہ مشاہدے کا نور تمام اعضا میں سرایت کر جائے اور وہ جو قاصر رہتے ہیں وہ دریائے استغراق میں غرق رہتے ہیں۔استغراق نشے کے عالم سے ہے اور نشہ نماز سے مانع ہوتا ہے جیسا کہ آیۂ کریمہ میں آیا ہے **یٰٓاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لاَ تَقْرَبُوا الصَّلٰوۃَ وَاَنْتُمْ سُکٰرٰی** [1] (اے ایمان والو تم نماز کے پاس بھی ایسی حالت میں نہ جاؤ کہ تم نشے میں ہو۔)

حضرت قدوۃ الکبراؒ فرماتے ہیں کہ نماز کی راحت چھ چیزوں سے حاصل ہوتی ہے۔ دل کی حضوری ،معنی کی سمجھ، (نماز کی) ماہیت کی تعظیم، خوف ،امید اور (اللہ تعالیٰ سے) حیا۔ **قیل المصلیّ یحتاج الیٰ اربعة اشیاء فناء النفس وذھاب الطبع و صفاء السّر و کمال المشاھدۃ** یعنی کہا گیا ہے کہ نمازی چار باتوں کا محتاج ہے،نفس کے فنا ہوجانے ،طبیعت کے یکسو ہونے ، باطن کے پاک ہونے اور مشاہدے کے کمال تک پہنچ جانے کا۔ خاص الخاص حضرات جب نماز کی نیت کرتے ہیں تو **اِنِّیْ ذَاھِبٌ اِلٰی رَبِّیْ** [2] (میں تو اپنے رب کی طرف چلا جاتا ہوں) کے معنی دل پر نقش ہوجاتے ہیں، اپنے ماوٰمن کی نفی کرتے ہیں اور جب تکبیر کہتے ہیں تو وجودِ مطلق کا اثبات کرتے ہیں ملک وملکوت کو مٹا ہوا جانتے ہیں۔ اور اللہ تعالیٰ کو ظاہر و باطن کا ناظر اور خود کو منظور سمجھتے ہیں۔ **کما قال علیه السلام الاحسان ان تعبد الله کانک تراہ فان لم تکن تراہ فانه یراک** یعنی جیسا کہ نبی علیہ السلام نے فرمایا،احسان تیرا عبادت کرنا ہے گویا تو اللہ کو دیکھ رہا ہے اور اگر اسے نہیں دیکھ رہا تو اللہ بے شک تجھے دیکھتا ہے۔

---

[1] پارہ ۵۔سورۂ نساء آیت۔۴۳

[2] پارہ ۲۳۔سورۂ الصّٰفّٰت ۔آیت ۹۹

حضرت قدوۃ الکبرا نے فرمایا، کہ نمازِ عادت سے پناہ مانگنا چاہئے خیالات کے انتشار اور نفسانی وسوسوں سے جو نماز کی حالت میں پیدا ہوتے ہیں استغفار کرنا چاہئے۔ قطعہ:

تو درونِ نماز و دل بیروں
گشتہا می کند بہ مہمانی
ایں چنیں حالتِ پریشاں را
شرم ناید نماز می خوانی

ترجمہ: تو نماز میں ہے اور تیرا دل مہمانی کے لیے باہر گشت کر رہا ہے، ایسی پراگندہ حالت میں تجھے نماز پڑھتے ہوئے شرم نہیں آتی۔

عام اہلِ طریقت نماز میں صحو سے سُکر میں آجاتے ہیں اور نہیں جانتے کہ وہ کون سی نماز پڑھ رہے ہیں آیا وہ فرض نماز ہے یا نفل یا سنت ادا کر رہے ہیں۔ کہا گیا ہے کہ یہ کامل اولیاء کا مرتبہ جس کی جانب اشارہ کیا گیا ہے۔ شعر:

من مستِ خرابات نمازے کہ گزارم
دروے نہ قیامے نہ رکوعے نہ سجودے

ترجمہ: میں مستِ خرابات ایسی نماز پڑھتا ہوں جس میں نہ قیام ہے نہ رکوع ہے نہ سجدہ ہے۔

اور خواص نماز کے وقت حالتِ سُکر سے صحو میں آجاتے ہیں تاکہ ادائے نماز کے شرائط اور اس کے حقوق ٹھیک ٹھیک ادا ہوجائیں۔

حضرت قدوۃ الکبرا فرماتے ہیں کہ اگرچہ نماز اسلام کا محض رکن نظر آتی ہے لیکن تفصیل میں جائیں تو اسلام کے پانچوں ارکان اس میں شامل ہیں۔ اوّل روزہ جس میں کھانے، پینے اور جماع سے رک جانا ہے نماز میں موجود ہے۔ دوم زکواۃ ہے جو شریعت کے احکام کے مطابق مال ایثار کرنے سے عبارت ہے، نماز میں ایثارِ ثواب ہے۔ ماثورہ دعا میں تمام مسلمانوں کے لیے دعا کی جاتی ہے، **اللھم اغفرلی** آخر تک۔ سوم حج ہے جس میں احرام باندھا جاتا ہے۔ نماز میں بھی تکبیر تحریمہ ہے۔ چہارم جہاد ہے جس سے مراد کافروں سے جنگ کرنا ہے۔ نماز میں بھی شرائطِ نماز جہاد کے ہتھیاروں کی مانند ہیں جیسے الوضو اسلح المومنین یعنی وضو اہل ایمان کا ہتھیار ہے۔ جہاد کی طرح نماز میں امام صفیں آراستہ کرتا ہے اور بڑے لشکر کو شکست دے کر بادشاہِ وحدت کے لیے فتح حاصل کرتا ہے۔ حقائق و معارف کی ولایتوں میں تمکّن کو جہاد اکبر کہا جاسکتا ہے۔

حضرت قدوۃ الکبرا فرماتے تھے کہ حضرت شیخ حمید الدین ناگوری کہتے تھے کہ نماز میں تکبیر مقامِ ہیبت، قیام مقامِ قربت، قرات، مقامِ مکالمہ، رکوع مقامِ خشیت، سجدہ مقامِ مشاہدہ اور قعود مقامِ الفت ہے۔ اکابر سے منقول ہے کہ جو شخص

نماز کو حضوری کی شرط کے ساتھ اور بغیر کسی غلطی کے ادا کرتا ہے نماز اس کے لیے یہ دعا کرتی ہے جس طرح تو نے میری حفاظت کی خدا تیری حفاظت کرے۔ اگر نماز غفلت اور سستی سے ادا کی ہے تو نماز یہ دعا کرتی ہے، جس طرح تو نے مجھے ضائع کیا ہے خدا تجھ کو ضائع کرے۔ یہ سعادت اس شخص کو نصیب ہوتی ہے جس کا آئینہ دل تعلقاتِ دنیاوی سے پاک اور انوارِ غیبی سے متصف (روشن) ہو چکا ہو۔